Content for Essay Writing Competition for Classes 6th to 10th students

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اخلاق

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۴) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اخلاق کے اعلی پیمانے پر ہو'۔

حیات اقدس کا یہ وہ حصہ ہے جہاں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تمام انبیاء کرام اور مصلحین عالم سے علانیہ ممتاز نظر آتی ہے۔ تاریخی ہستی کا ثبوت ایک طرف اگر یہ سوال کیا جائے کہ ان اخلاقی واعظوں کا خود عملی نمونہ کیا تھا تو دنیا اس کے جواب سے عاجز رہ جائے گی۔ دنیا کے تمام مصلحین اخلاق میں گوتم بدھ اور مسیح علیہ السلام کا درجہ سب سے بڑا ہے لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ہندوستان کا یہ مصلح اعظم (بودھ) عملا کیا تھا۔ کوہ زیتون کے رحیمانہ اخلاق کا واعظ (مسیح علیہ السلام) دنیا کو اخلاق کا بہترین درس دیتا تھا لیکن اس کی زندگی کا ایک واقعہ بھی اس کے زریں مقولوں کی تائید میں تم کو معلوم ہے؟ لیکن مکہ کا معلم امی پکار کر کہتا تھا۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف): جو نہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو۔

وہ خود اپنی تعلیم کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مونہ تھے۔ انسانوں کے مجمع عام میں وہ جو کچھ کہتے تھے۔ گھر کے خلوت کدہ میں وہ اسی طرح نظر آتے تھے۔ اخلاق وعمل کا جو نکتہ وہ دوسروں کو سکھاتے تھے وہ خود اس کا عملی پیکر بن جاتے تھے۔ بیوی سے بڑھ کر انسان کے اخلاق کا اور کون راز داں ہوسکتا ہے۔ چند صاحبوں نے آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق بیان کیجئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔

قرآن مجید لاکھوں مخالفین واہل عناد کی بھیٹر میں اپنے داعی حق کی نسبت گویا تھا۔ موجودہ صحائف آسمانی اپنے داعیوں کے بہترین اقوال کا مجموعہ ہیں۔ لیکن کیا ان کا ایک حرف بھی اپنے مبلغین کے عمل کا مدعی ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔ (القلم: ۴) قرآن خود دشمنوں کے مجمع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کیا شہادت دے رہا تھا۔ بیدار دنکتہ چیں آج تیرہ سو برس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنگ دل کہتے ہیں۔ لیکن اس وقت جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا، اللہ کی عنایت سے تم ان سے یہ نرمی پیش آتے ہو۔ اگر تم کہیں کج خلق او سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے آس پاس سے ہٹ جاتے۔ (ال عمران: ۱۵۹)
دوسری جگہ کہتا ہے: تمہارے پاس تم میں نے خود ایک پیغمبر آیا۔ اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گزرتی ہے۔ تمہاری بھلائی کا وہ بھوکا ہے۔ اہل ایمان پر نہایت نرم اور مہربان ہے۔" (التوبہ)

مسئلہ اخلاق کی نسبت ایک بڑی غلطی یہ کی گئی ہے کہ صرف رحم ورافت اور تواضع وخاکساری کو پیغمبرانہ اخلاق کا مظہر قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ اخلاق وہ چیز ہے جو زندگی کی ہر تہہ میں اور واقعات کے ہر پہلو میں نمایاں ہوتی ہے۔ دوست ودشمن، عزیز وبیگان صغیر وکبیر، مفلس و تونگر، صلح وجنگ خلوت وجلوت غرض ہر جگہ اور ہر ایک تک دائرہ اخلاق کی وسعت ہے۔ آنحضرت کے عنوان اخلاق پر اسی حیثیت سے نظر ڈالنی چاہیے۔

مداومت عمل

اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے۔ انسان کے سوا تمام دنیا کی مخلوقات صرف ایک ہی قسم کا کام کرسکتی ہے اور وہ فطرتاً اسی پر مجبور ہے۔ آفتاب صرف روشنی بخشتا ہے اس سے تاریکی کا صدور نہیں ہوسکتا رات تاریکی ہی پھیلاتی ہے وہ روشنی کی علت نہیں۔ درخت اپنی موسم ہی میں پھلتے ہیں اور پھول ایام بہار ہی میں پھولتے ہیں۔ حیوانات کا ایک ایک فرد اپنے نوعی فعال واخلاق سے ایک سرمو تجاوز نہیں کرسکتا لیکن انسان خدا کی طرف سے مختار پیدا ہوا ہے۔ وہ آفتاب بھی ہے اور رات کی تاریکی بھی۔ اس کے جوہر کا درخت ہر موسم میں پھلتا ہے اور اس کے اخلاق کے پھول ایام بہار کے پابند نہیں۔ وہ حیوانات کی طرح کسی ایک ہی خاص قسم کے اعمال واخلاق پر مجبور نہیں۔ اس کو اختیار دیا گیا ہے اور یہی اختیار اس کے مکلف اور ذمہ دار ہونے کا راز ہے۔

لیکن اخلاق کا ایک دقیق نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے لئے اخلاق حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اس کی شدت سے پابندی کرے اور اس طرح دائمی اور غیر متبدل طریقے سے اس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر مجبور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کرلیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اس سے یہ افعال اس طرح صادر ہوتے ہیں۔ جیسے آفتاب سے روشنی درخت سے پھل اور پھول سے خوشبو کہ یہ خصوصیات ان سے کسی حالت میں الگ نہیں ہوسکتیں۔ اس کا نام استقامت حال اور مداوت عمل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے۔ جس کام کو جس طریقہ سے جس وقت آپ نے شروع فرمایا اور اس پر برابر شدت کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ سنت کا لفظ ہماری شریعت میں اس اصول سے پیدا ہوا ہے۔

سنت وہ فعل ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مداومت فرمائی ہے اور بغیر کسی قوی مانع کے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا۔ اس بنا پر جس قدر سنن ہیں وہ درحقیقت آپ ﷺ کی استقامت حال اور مداومت عمل کی ناقابل انکار مثالیں ہیں۔ آپ ﷺ کے معمولات کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے جس سے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ آپ ﷺ کے تمام اخلاق واعمال کسی قدر پختہ اور مستحکم تھے کہ کبھی تمام عمر ان میں ایک ذرہ فرق نہیں پیدا ہوا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات واعمال کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کسی خاص دن یہ کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا، آپ کا عمل جھڑی ہوتا تھا یعنی جس طرح بادل کی جھڑی برسنے پر آتی ہے تو نہیں رکتی اسی طرح آپ ﷺ کا حال تھا کہ جو بات ایک دفعہ آپ ﷺ نے اختیار کرلی ہمیشہ اسکی پابندی کی۔ پھر فرمایا حضور ﷺ جو کر سکتے تھے وہ تم میں سے کون کرسکتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ جب حضور ﷺ کوئی کام کرتے تو اس پر مداومت فرماتے تھے۔"

آپ ﷺ راتوں کو اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی رات کی عبادت ترک نہیں کی۔ اگر کبھی مزاج اقدس ناساز یا سست ہوتو بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں جن کو دیکھ کر آپ ﷺ محبت سے مسکرا دیا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں اور آپ ﷺ نے مسکرا نہ دیا ہو۔

جن کام کے کرنے کا جو وقت آپ ﷺ نے مقرر کرلیا تھا اس میں کبھی تخلف نہ ہوا۔ نماز اور تسبیح وتہلیل کے اوقات نوافل کی تعداد خواب اور

بیداری کے مقررہ ساعات، ہرشخص سے ملنے جلنے کے طرز و انداز میں کبھی فرق نہ آیا۔اب وہی مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل ہے۔

مہمان نوازی

عرب میں مختلف اطراف اورصوبوں سے جوق در جوق لوگ بارگاہ نبوی میں آتے تھے۔رملہؓ ایک صحابیہ تھیں۔ان کا گھر دارالضیوف تھا۔ یہیں لوگ مہمان اترتے تھے۔ام شریک جوایک دولت منداور فیاض انصاریہ تھیں ان کا گھربھی گویا ایک مہمان خانہ تھا۔مخصوص لوگ مسجد نبوی میں اتارے جاتے تھے۔ چنانچہ وفد ثقیف نہیں اترا تھا۔آپ ﷺ خود بہ نفس نفیس ان مہمانوں کی خاطر داری اورتواضع فرماتے تھے۔یوں بھی جولوگ حاضر ہوتے تھے بغیر کچھ کھائے پیئے واپس نہ آتے تھے۔

فیاضی میں کافرومسلمان کا امتیاز نہ تھا۔مشرک وکافر آپ ﷺ کے مہمان ہوتے اورآپ یکساں ان کی مہمان نوازی کرتے۔جب اہل حبشہ کا وفد آیا تو آپ ﷺ نے خود اپنے ہاں ان کومہمان اتارااورخود بہ نفس نفیس ان کی خدمت کی۔کے ایک دفعہ ایک کافرمہمان ہوا۔آپ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ اسے پلایا۔وہ سارے کا سارا پی گیا۔آپ ﷺ نے دوسری بکری منگوائی وہ بھی کافی نہ ہوئی۔غرض سات بکریوں تک نوبت آئی۔جب تک وہ سیر نہ ہوا آپ ﷺ پلاتے گئے۔

کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اورگھر میں جوکچھ موجود رہتاوہ ان کی نذر ہوجاتا۔اورتمام اہل وعیال فاقہ کرتے۔آپ ﷺ راتوں کواٹھ اٹھ کر اپنے مہمانوں کی خبرگیری کرتے تھے۔

صحابہ میں سب سے مفلس اورنادارگروہ اصحاب صفہ کا تھا۔وہ مسلمانوں کے مہمان عام تھے۔لیکن ان کوزیادہ ترخود آپ ﷺ کے مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوتا۔ایک بارآپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دوآدمیوں کا کھانا ہووہ ان میں سے تین آدمیوں کواورجن کے پاس چارآدمیوں کا کھانا ہووہ ان میں سے پانچ آدمیوں کوساتھ لے جائے۔چنانچہ حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں ساتھ لے گئے لیکن حضور ﷺ دس آدمیوں کو ہمراہ لے گئے۔

اصحابہ صفہ میں حضرت ابوہریرہؓ اپنے فقروفاقہ کی داستان نہایت دردانگیز طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روزشدت گرسنگی کی حالت میں گزرگاہ عام پربیٹھ گیا۔حضرت ابوبکرؓ راستے سے گزرتے تومیں نے بطورحسن طلب کے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی۔لیکن وہ گزرگئے اورمیری حالت کی طرف توجہ نہ کی۔حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اوروہی نتیجہ ہوا۔اس کے بعدآپ ﷺ کا گزرہوا تو آپ ﷺ مجھ کودیکھ کرمسکرائے اورفرمایا، کہ میرے ساتھ ساتھ آؤ۔آپ ﷺ گھرپہنچے تو دودھ کا ایک پیالہ نظرآیا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا تومعلوم ہوا کہ کسی نے ہدیہ بھیجا ہے۔آپ ﷺ نے مجھ سے کہا اصحاب صفہ کوبلالاؤ میں ان کوبلالایا توآپ ﷺ نے مجھ کودودھ کا پیالہ دیا کہ سب کوتقسیم کردوں۔

آپ ﷺ کے گھرمیں ایک پیالہ اس قدر بھاری تھا کہ اس کوچارآدمی اٹھاسکتے تھے۔جب دوپہرہوتی تو وہ پیالہ آتااوراصحاب صفہ اس کے گرد بیٹھ جاتے۔یہاں تک کہ جب زیادہ مجمع ہوجاتا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم کواکڑوں بیٹھنا پڑتا کہ لوگوں کیلئے جگہ نکل آئے۔

حضرت مقداد کا بیان ہے کہ میں اورمیرے دورفیق اس قدرتنگ دست تھے کہ بھوک سے بینائی جاتی رہی۔ہم لوگوں نے اپنے تکفل کی درخواست کی لیکن کسی نے منظورنہیں کی۔آخرہم لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضرہوئے۔آپ دولت خانہ پرلے گئے اورتین بکریوں کودکھا کرفرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔چنانچہ ہم میں ہرشخص دودھ دوہ کراپنا اپنا حصہ پی لیا کرتا تھا۔

ایک دن اصحاب صفہ کو لے کرحضرت عائشہؓ کے گھرپہنچے اورفرمایا کھانے کوجوکچھ ہولاؤ۔چوٹی کا پکا ہوا کھانا سامنے لاکررکھا گیا۔آپ ﷺ نے کھانے کی کوئی اورچیزطلب کی توچھوہارے کا حریرہ پیش ہوا۔اس کے بعد بڑے پیالہ میں دودھ حاضرکیا گیااوریہی سامان مہمانی کی آخری قسط تھی۔

مساوات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں امیر وغریب صغیر وکبیر آقا غلام سب برابر تھے۔سلمان ؓ وصہیب ؓ و بلال ؓ کہ سب کے سب غلام رہ چکے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں روسائے قریش سے کم رتبہ نہ تھے۔ایک دفعہ حضرت سلمان ؓ، و بلال ؓ ایک موقع پر جمع تھے۔اتفاق سے ابوسفیان آ نکلے۔ان لوگوں نے کہا ابھی تلوار نے اس دشمن خدا کی گردن پر پورا قبضہ نہیں پایا ہے۔حضرت ابوبکر ؓ نے ان لوگوں سے کہا سردار قریش کی شان میں یہ الفاظ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کہیں تم نے ان لوگوں کو ناراض تو نہیں کیا؟ ان لوگوں کو ناراض کیا تو خدا کو ناراض کیا۔حضرت ابوبکر ؓ نے فوراً جا کر ان بزرگوں سے کہا بھائیو! آپ لوگ مجھ سے ناراض تو نہیں ہوئے۔ان لوگوں نے کہا نہیں خدا تم کو معاف کرے۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔اسامہ بن زید ؓ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت محبت رکھتے تھے لوگوں نے ان کو شفیع بنا کر خدمت نبوی میں بھیجا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" اسامہ! کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا تم سے پہلے کی امتیں اس لئے برباد ہوگئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو تسامح کرتے اور معمولی آدمی مجرم ہوتے تو سزا پاتے۔اللہ کی قسم! اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ ؓ سرقہ کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے ہے۔

غزوہ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس ؓ قید ہو کر آرہے تھے۔قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا۔بعض نیک دل انصار نے اس بنا پر کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اجازت دیجئے کہ ہم اپنے بھانجے (عباس) کا زرندیہ معاف کر دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ایک درہم بھی معاف نہ کرو گے مجلس میں جو چیزیں آتیں ہمیشہ داہنی طرف سے اس کی تقسیم شروع فرماتے اور ہمیشہ اس میں امیر وغریب صغیر وکبیر سب کی مساوات کا لحاظ ہوتا۔

ایک دفعہ خدمت اقدس میں صحابہ ؓ کا مجمع تھا۔اتفاق سے داہنی طرف حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیٹھے ہوئے تھے جو بہت کمسن تھے۔بائیں جانب بڑے بڑے معمر صحابہ تھے۔کہیں سے دودھ آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرما کر عبداللہ بن عباس ؓ سے کہا تم اجازت دو تو میں ان لوگوں کو دوں۔انہوں نے عرض کی اس عطیہ میں ایثار نہیں کر سکتا۔چونکہ وہ اپنی جانب تھے اور ترتیب مجلس کی ترتیب کی رو سے ان ہی کا حق تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ہی کو ترجیح دی ہے حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرے مکان پر تشریف لائے اور پینے کا پانی مانگا۔میں نے بکری کا دودھ پیش کیا۔مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابو بکر ؓ بائیں جانب حضرت عمر ؓ سامنے اور ایک بدو داہنی جانب تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے داہنی طرف والے کا حق ہے۔یہ کہہ کر بچا ہوا دودھ بدو کو عنایت فرمایا۔

قریش اپنے فخر وامتیاز کے لئے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تفریق کو کبھی پسند نہ فرمایا۔بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد سے بھی ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ قیام کرتے تھے۔علاوہ بریں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہیں خاص طور سے کوئی عمدہ جگہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص کر دی جائے اور وہاں سایہ کے لئے کوئی چھپر ڈال دیا جائے۔صحابہ ؓ نے یہ تجویز پیش کی تو فرمایا جو پہلے پہنچ جائے اسی کا مقام ہے۔"

صحابہ ؓ جب سب مل کر کوئی کام کرتے تو ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ شریک ہو جاتے اور معمولی مزدور کی طرح کام انجام دیتے۔مدینہ میں آ کر سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔اس مسجد اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ کی طرح خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہ نفس نفیس شریک تھے۔خود اپنے دست مبارک سے اینٹ اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔صحابہ ؓ عرض کرتے تھے کہ ہماری جانیں قربان آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرض سے باز نہ آتے، غزوہ احزاب کے موقع پر بھی جب تمام صحابہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک ادنی مزدور کی طرح کام کر رہے تھے۔یہاں تک

کہ شکم مبارک پر مٹی اور خاک کی تہہ جم گئی تھی۔

ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا۔ صحابہ نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا۔ لوگوں نے ایک ایک کام بانٹ لیا۔ جنگل سے لکڑی لانے کا کام آپ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کام ہم خدام کر لیں گے۔ فرمایا ہاں کم لیکن مجھے پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے کو ممتاز کروں۔ خدا اس بندہ کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔

غزوہ بدر میں سواریوں کا سامان بہت کم تھا۔ تین تین آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک اونٹ تھا۔ لوگ باری باری چڑھتے اترتے تھے۔ آپ ﷺ بھی عام آدمیوں کی طرح ایک اونٹ میں دو اور آدمیوں کے ساتھ شریک تھے۔ ہمراہی جانثارانہ باری پیش کرتے اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار ہیں۔ حضور کے بدلہ میں ہم پیدل چلیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ پیدل چل سکتے ہو اور نہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنا

اگرچہ تمام صحابہ آپ ﷺ کے جانثار خادموں میں داخل تھے پھر بھی آپ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو پسند کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے کام خود اپنے دست مبارک سے انجام دیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے جواب دیا کہ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے خود پیوند لگا لیتے تھے گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے اودھ دوھ لیتے تھے۔ بازار سے سودا خرید لاتے تھے جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ سیلتے تھے ڈول میں رسی لگا دیتے تھے اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے تھے اس کو چارہ دیتے غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھتے۔

ایک دفعہ حضرت انس بن مالکؓ حاضر ہوئے تو دیکھا آپ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے ایک اونٹ کے بدن پر تیل مل رہے ہیں۔ ان سے دوسری روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ صدقہ کے اونٹوں کو داغ رہے ہیں۔ تیسری روایت میں وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ بکریوں کو داغ لگا رہے تھے۔ کے ایک دفعہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے دیکھا کہ مسجد میں کسی نے ناک صاف کی ہے۔ آپ ﷺ نے خود دست مبارک سے ایک کنکر لے کر اس کو کھرچ ڈالا اور آئندہ لوگوں کو اس فعل سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ جب بچے تھے اور خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی (خانہ کعبہ کی تعمیر کا واقعہ 605ء کا ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 35 برس تھی۔) تو اس وقت بھی پتھر اٹھا اٹھا کر معماروں کے پاس لاتے تھے۔ مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کے کھودنے میں جس طرح عام مزدوروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ نے کام کیا۔ ایک سفر میں صحابہ نے بکری ذبح کی اور اس کو پکانے کے لئے آپس میں کام بانٹ لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنگل سے لکڑی میں لاؤں گا۔ صحابہ نے تامل کیا تو فرمایا میں امتیاز پسند نہیں کرتا۔" ایک اور سفر میں آپ ﷺ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے خود اس کو درست کرنا چاہا۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لائیے میں ٹانک دوں۔ فرمایا: یہ تشخص پسندی ہے جو مجھے محبوب نہیں ہے۔ دو صحابی" بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ خود اپنے دست مبارک سے مکان کی مرمت کر رہے ہیں۔ ہم لوگ بھی اس کام میں شریک ہو گئے۔ جب کام ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہمارے لئے دعائے خیر فرمائی۔

دوسروں کے کام کر دینا

حضرت خباب بن ارتؓ ایک صحابی تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی غزوہ پر بھیجا۔ خبابؓ کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا۔ اس بنا پر آپ ﷺ ہر روز ان کے گھر جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے یا حبش سے جو مہمان آئے تھے صحابہ نے چاہا کہ وہ ان کی

خدمت گزاری کریں۔لیکن آپ ﷺ نے ان کوروک دیا اور فرمایا کہ انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے اس لئے میں خود ان کی خدمت گزاری کا فرض انجام دوں گا۔ کفار ثقیف جنہوں نے طائف میں آپ ﷺ کے پائے مبارک کو زخمی کر دیا تھا۔ 9 ہجری میں وفد لے کر آئے تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی میں اتارا اور بہ نفس نفیس ان کی مہمانی کے فرائض ادا کئے۔

مدینہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں " یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ کام ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر دیتے۔ مدینہ میں ایک پاگل لونڈی تھی۔ وہ ایک دن حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ لیا۔آپ ﷺ نے فرمایا "اے عورت مدینہ میں جس گلی میں تو چاہے بیٹھ۔ میں تیرا کام کر دوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں جا کر بیٹھے اور اس کی ضرورت پوری کی کے عبداللہ بن ابی اوفی ایک صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ کو عار نہ تھا۔ (نسائی ودارمی)

ایک دفعہ آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر بولا " میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں۔ پہلے اس کو کر دو۔آپ ﷺ اس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر نکل آئے اور اس کا کام انجام دیکر نماز ادا کی۔

ہدایا اور تحفے قبول کرنا

دوست واحباب کے ہدایا اور تحائف تھے آپ ﷺ قبول فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ نے اس کو ازدیاد محبت کا بہترین ذریعہ فرمایا تھادوا تحابوا . باہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو تو باہم محبت ہوگی۔

اسی لئے صحابہ کرام عموماً کچھ نہ کچھ روز آپ ﷺ کے گھر بھیجا کرتے تھے اور خصوصیت کے ساتھ اس دن بھیجتے تھے جس دن آپ ﷺ حجرہ عائشہؓ میں قیام فرماتے تھے۔کوئی چیز آپ ﷺ کے سامنے پیش کی جاتی تو آپ ﷺ دریافت فرماتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر ہدیہ ہوتا تو قبول فرماتے ورنہ احتراز کرتے۔ کے ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ ﷺ نے لے لی۔ اسی وقت ایک صاحب نے مانگ لی۔آپ ﷺ نے ان کو عنایت فرما دی ہے۔

آس پاس کے ملوک سلاطین بھی آپ ﷺ کو تحفے بھیجا کرتے تھے۔ حدود شام کے ایک رئیس نے ایک سفید خچر تحفہ دیا تھا۔عزیز مصر نے ایک خچر مصر سے بھیجا تھا۔ایک امیر نے آپ ﷺ کو موزے بھیجے تھے۔

ایک دفعہ قیصر روم نے ایک پوستین بھیجی جس میں دیبا کی سنجاف لگی ہوئی تھی۔آپ ﷺ نے ذرا دیر کے لئے پہن لی پھر اتار کر حضرت جعفرؓ کے پاس بھیج دی وہ پہن کر خدمت اقدس میں آئے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس لئے نہیں بھیجی کہ تم خود پہنو۔عرض کی۔ پھر کیا کروں؟ ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔ حضرت جعفرؓ ایک مدت یعنی فتح خیبر تک حبش میں رہے تھے۔ اور نجاشی نے ان ہی سے اسلام کی تعلیم پائی تھی۔

ہدایا اور تحفے دینا

جن لوگوں کے ہدایا اور تحفے قبول فرماتے تھے ان کو ان کا صلہ بھی ضرور عطا فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا معاوضہ دیتے تھے۔یمن کا مشہور بادشاہ ذی یزن جس نے حبشی حکومت مٹا کر ایران کے زیر اثر عربی حکومت قائم کی تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قیمتی حلہ (لباس) بھیجا جس کو اس نے تینتیس اونٹوں کے بدلہ میں خریدا تھا۔ آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور پھر اس کو ایک حلہ (لباس) ہدیہ بھیجا جو میں سے کچھ زیادہ اونٹ دے کر خریدا گیا تھا۔

ایک دفعہ قبیلہ بنی فزارہ کے ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ ایک اونٹنی پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس کا صلہ دیا تو وہ سخت ناراض ہوا۔ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطاب عام کیا۔ اور فرمایا کہ تم لوگ مجھے ہدیہ دیتے ہو اور میں بقدر استطاعت کا صلہ دیتا ہوں تو ناراض ہوتے ہو۔

آئندہ قریش انصار ثقیف اور دوس کے سوا کسی قبیلہ کا ہدیہ قبول نہ کروں گا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جن کے مکان میں آپ ﷺ چھ مہینہ تک قیام کیے تھے آپ ﷺ اکثر ان کو بچا ہوا کھانا بھیجا کرتے تھے۔ ہمسایوں اور پڑوسیوں کے گھروں میں بھی تحفے بھیجتے تھے۔ اصحاب صفہ اکثر آپ ﷺ کے تحفوں سے مشرف ہوا کرتے تھے۔